بچوں کے قلندر بابا اولیاءؒ

خواجہ شمس الدین عظیمی



فہرست

پیش لفظ 5

ولادت 7

بچپن کی باتیں 8

روحانی یونیورسٹی 8

شادی اور روزگار 10

پاکستان سے محبت 11

ہجرت کے بعد 13

سلسلہ عظیمیہ 14

نظم وضبط 15

روشنی کا ہالہ 17

دسترخوان 18

بچوں سے محبت 20

جذبات کا احترام 23

دوستوں کی محفل 23

مصنف اور شاعر 24

روحانی سائنسدان 27

ارشادات 28

ہونہار طلبہ کے نام جو

اساتذہ اور والدین کا کہنا مانتے ہیں

بڑوں کا ادب کرتے ہیں

چھوٹوں سے پیار کرتے ہیں۔

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو بہت خوبصورت بنایا ہے۔ آسمان پر چاند، ستارے سورج، زمین پر برف پوش پہاڑ، دریا ندی نالے، تالاب، زمین سے گل گل کرتے ہوئے نکلتے چشمے، پوشیدہ معدنیات، اناج پھل سبزیاں، ہرے بھرے درخت، رنگ رنگ پھول، موتیا، چنبیلی، گلاب، چمپا، پھولوں پر تتلیاں، ہرن، بکرے اور اون کا لباس پہنے ہوئے دنبے، گول چھتری نما درخت، سرخ اور ہرے طوطے، چہچہاتی خوبصورت چڑیاں، زمین پر بچھا ہوا سبز گھاس کا قالین اور اس پر کھیلتے ہوئے ننھے منھے بچے، ہر موسم کے رنگ کبھی شدید سردیاں تو کبھی گرم ہوائیں، درختوں سے جھڑتے پتے، جل تھل بارشیں، یہ سب اللہ نے بچوں کے لئے بنائے ہیں اور بچوں کو اللہ بڑا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ انسان اس دنیا میں ان نعمتوں کو خوش ہو کر استعمال کرے، بہترین زندگی گزارے، اپنے خالق کو پہچانے۔ اللہ کا شکر گزار بندہ بن کر رہے اور دنیا میں سارے انسان مل جل کر رہیں۔ ہم سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور سب اس رشتے سے بھائی بھائی ہیں۔ سارے دنیا کے آدمیوں کی ہماری ماں امّاں حوّا ہیں۔

یہی وہ تعلیمات ہیں جس کو بتانے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں تشریف لائے اور اللہ ربّ العالمین نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جہانوں کے لئے آخری پیغمبر بنا کر بھیجا۔ پیغمبری کا سلسلہ جب ختم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو دنیا میں بھیجا تاکہ وہ اللہ کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو پھیلائیں۔ یہ نیک بندے اولیاء اللہ ہیں۔ اولیاء اللہ کے معنی اللہ کے دوست ہیں۔ حضرت عبد القادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت نظام الدین اولیاءؒ، حضرت داتا گنج بخشؒ، حضرت لعل شہباز قلندرؒ، حضرت سچل سرمستؒ، حضرت شاہ عبد الطیف بھٹائیؒ اور دوسرے ایسے تمام اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کا پیغام دہراتے رہے ہیں۔

باادب بانصیب بچو!

اللہ کے دوستوں کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزرتا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ان کے دل اللہ کے نور سے روشن ہوتے ہیں۔ جب ہم اولیاء کرام کے بارے میں پڑھتے ہیں ہمارے اندر بھی نور داخل ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھتی ہے۔ علم کی نئی نئی راہیں کھلتی ہیں اور شخصیت میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔

حضرت قلندر باباﺍولیاءؒ اللہ کے دوست ہیں۔ میرے لئے نہایت اعزاز کی بات ہے کہ حضرت قلندر باباﺍولیاءؒ میرے روحانی استاد محترم ہیں اور میں نے سولہ سال دن رات اپنے مرشد کی قربت میں گزارے ہیں۔ان سولہ سالوں میں قلندر باباﺍولیاءؒ نے جو کچھ مجھے سکھایا اس میں سے کچھ باتیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

قلندر باباﺍولیاءؒ کے بارے میں آپ جب پڑھیں گے اور ان کی تعلیمات پر عمل کریں گے تو اپنی زندگی میں نمایاں اچھی تبدیلی محسوس کریں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بزرگوں کی تعلیمات کو سمجھنے اوران پر عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔

آمین

آپ کا۔۔۔۔۔

ابّاجی

ولادت

قلندر باباأولیاءؒ کا نام محمد عظیم ہے۔آپ قلندر کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔اس لیے لوگ آپ کو بڑی محبت سے قلندر باباأولیاءؒ کے نام سے پکارتے ہیں۔قلندر باباأولیاءؒ کی پیدائش ۱۹۸۹ میں خورجہ، ضلع بلند شہر یوپی انڈیا میں ہوئی۔آپ کے والد کا نام حسن مہدی بدیع الدین تھا۔آپ کے والدین نیک اور پرہیزگار تھے۔بچوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔اُن کے گھر میں ایک اژدھا رہتا تھا جو کئی گز لمبا اور جسم میں موٹا تھا۔جب کوئی مہمان گھر میں آتا تو قلندر بابا کی اماں اژدھا سے کہتی تھیں اب تم اندر جاؤ مہمان آئے ہیں۔اژدھا اندر چلا جاتا تھا بڑی حیرت کی بات ہے کہ اژدھا ان کی ہر بات سمجھتا تھا اور سعیدہ بی بی کھانے پینے کا، سردی گرمی کا بچوں کی طرح خیال رکھتی تھیں قلندر باباأولیاء بچپن میں اس کے ساتھ کھیلتے تھے۔

بچپن کی باتیں

قلندر باباؒ اولیاءؒ بچپن ہی سے خوش اخلاق، سمجھدار اور باادب تھے،آپ کا کبھی کسی سے جھگڑا نہیں ہوا آپ اپنے ہم عمر ساتھیوں، چھوٹوں اور بڑوں سے احترام سے ملتے تھے۔اچھے برے کی تمیز رکھتے تھے۔انتہائی ذہین، پڑھنے کے وقت انتہائی توجہ سے پڑھتے، آپ ہونہار طالب علم اور اساتذہ کا بہت ادب کرتے تھے۔

قلندر باباؒ اولیاءؒ نے قرآن پاک اور ابتدائی تعلیم محلہ کے مکتب میں حاصل کی۔ میٹرک کیا۔آپ کے والد صاحب کی خواہش تھی کہ بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ قلندر باباؒ اولیاءؒ نے والد صاحب کی ہدایت پر انٹر کے لیے علی گڑھ یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ آپ اردو، انگریزی، فارسی، گجراتی اور عربی زبانیں جانتے تھے۔ تعلیم کے ساتھ صحت کا خیال رکھتے تھے۔ پابندی سے ورزش کرتے تھے۔ ابتدائی دور میں آپ کو شطرنج کے کھیل سے لگاؤ تھا اور شطرنج کے کھیل میں اس قدر مہارت حاصل ہوئی کہ سو سے زیادہ چالیں یاد تھیں۔

روحانی یونیورسٹی

انٹر کی تعلیم کے دوران آپ کا رجحان روحانی تعلیم کی طرف بڑھنے لگا اور آپ اپنا کچھ وقت ایک بزرگ مولانا کابلیؒ کے پاس گزارنے لگے۔آپ نے کابلیؒ صاحب کے پاس پانچ چھ ماہ تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ ناگپور میں حضرت بابا تاج الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت باباتاج الدینؒ نے قلندر باباولیاءؒ کی والدہ سعیدہ بی بی کو اپنی بیٹی بنا کر پرورش کی تھی۔ پس رشتے سے قلندر باباولیاءؒ حضرت باباتاج الدینؒ کو نانا کہتے تھے۔ حضرت باباتاج الدینؒ کے پاس لوگ دور دور سے ملنے آتے تھے۔ آپ اللہ کے دوست ہیں۔

پیارے بچوں!

اللہ کے دوست اللہ کی مخلوق سے پیار کرتے ہیں اور ان کے دکھ درد دور کرتے ہیں۔ حضرت باباتاج الدینؒ بھی انہی کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ مخلوق کی خدمت کرتے اور اللہ کی باتیں سناتے تھے۔ حضرت باباتاج الدینؒ کی روحانی یونیورسٹی میں یہ تعلیم دی جاتی تھی کہ

اللہ ہمارے خالق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے پیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری جان سے زیادہ ہم سے قریب ہیں انسان اگر چاہے تو اللہ کو دیکھ سکتا ہے اس لیے کہ انسان کی روح اللہ کو ازل میں دیکھ چکی ہے۔ اور قالوبلیٰ کہہ کر اللہ سے باتیں کر چکی ہے۔

قلندر باباولیاءؒ اپنے حضرت باباتاج الدینؒ کے پاس روحانی یونیورسٹی میں نو سال مقیم رہے۔ نو سال کے عرصے میں حضرت باباتاج الدینؒ نے آپ کی تربیت فرمائی۔

شادی اور روزگار

قلندر باباولیاءؒ جن دنوں روحانی یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا علیہ راجعون۔ والدہ کے بعد آپ نے اپنے چھوتے بہن بھائیوں کی ذمہ داری سنبھال لی۔ جب بچیوں کی تربیت کے سلسلے میں مشکل پیش آئی تو حضرت باباتاج الدینؒ کی ہدایت کے مطابق قلندر باباولیاءؒ کی شادی ہوئی۔

شادی کے بعد قلندر باباولیاءؒ نے دہلی میں قیام کیا۔ گھر کی معاشی زمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے آپ نے صحافت کے شعبے کا انتخاب کیا۔ مختلف رسائل واخبارات میں مضامین لکھنا شروع کیے اور شعراء کے کلام کی اصلاح و تربیت کا کام کرنے لگے۔ ۱۹۳۶ میں آپ نے برطانوی ہندوستانی فوج میں ایک سال ملازمت کی۔ دہلی میں چار مہینے کی ٹریننگ کے بعد ۳۰۰ سپاہیوں کے ہمراہ بمبئی گئے اور وہاں سے پونا گئے۔

۱۹۳۷ میں ایک مرتبہ آرمی میں ڈیوٹی کے سلسلے میں کولمبو گئے۔ ایک دن اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں ایک گولا آکر گرا۔ اس وقت قلندر باباولیاءؒ نے جو حفاظتی ٹوپی پہنی تھی اس میں آنکھوں کی حفاظت کے لیے جو شیشہ تھا وہ دھماکے کی شدت سے ٹوٹ گیا اور کافی سارا دھواں مٹی سمیت سانس کے ذریعے اندر چلا گیا اور پسلیاں اندر دھنس گئیں۔ بیت تکلیف

ہوئی، زخمی بھی ہو گئے، آخر عمر تک ٹانگوں پر ان زخموں کے نشان موجود تھے۔ انہیں ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ تکلیف کے باعث وہ کروٹ نہیں لے سکتے تھے۔ آپ صحت مند ہونے کے بعد واپس اپنی ملازمت پر چلے گئے۔

ایک مرتبہ جاپان کی جنگ میں جانے کی بات ہوئی تو قلندر باباولیاءؒ نے کہا میرے والد بوڑھے ہیں۔ پہلے میں ان سے جانے کی اجازت لے لوں۔ آپ اپنے والدین کا بہت ادب کرتے تھے۔

پاکستان سے محبت

رمضان المبارک کی ۲۷ تاریخ اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ کو برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک آزاد وطن کا قیام اللہ کی عطا کردہ ایک بڑی نعمت ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے رنگ، نسل، زبان اور عقائد کے تمام نظریہ کلمہ توحید کو بنیاد بنا کر ایک آزاد ملک کا مطالبہ کیا اور اس کے لیے مال اور جانیں تک قربان کر دیں۔

آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کے محبوب حضرت محمد ﷺ کی رحمتوں اور خصوصی اجازت سے پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ قلندر باباولیاءؒ قیامِ پاکستان سے بہت خوش

ہوئے۔ پاکستان کے لیے آپ کے جذبات کا اظہار اس خط سے بخوبی ہو جاتا ہے جو آپ نے اپنے دوست کو تحریر فرمایا تھا۔ آپ اپنے خط میں تحریر کرتے ہیں۔

بھائی میں پہلے خدائے ذوالجمال کے فضل و احسان یعنی پاکستان کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں نہیں بتا سکتا کہ مسلمانوں کو عرض محبت اور شکر گزاری کے کتنے آنسو اس سلسلے میں عرش رب العزت کے سامنے پیش کرنے چاہییں۔ کاش ہمارے دلوں میں وہ پاک نور ہوتا جس کی روشنی میں مشیت کے اکرام نظر آ سکتے۔

نام محمد ﷺ زندہ باد

کاش آنحضرت ﷺ کی شدت محبت سے میرا دم نکل جائے جب ان کے نام پر مسلمانوں کو پکارا گیا، خواہ کسی نے پکارا اللہ تعالی نے کامیاب کر دیا۔ اس نام کی قوت کے آگے زمین و آسمان جھک گئے معلوم نہیں کہ مجھے اور کیا کہنا چاہیے لیکن میں آپ کو ایک بار پھر مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ آپ اس ذکر کی تکرار کے مستحق ہیں۔

بھائی صاحب اور تمام حضرات کی خدمت میں میرا سلام کہیے۔ الطاف صاحب سے بھی۔

فقط والسلام
آپ کا ادنی خادم
فقیر عظیم

(بحوالہ)روحانی ڈائجسٹ، جنوری ۱۹۹۹ء

ہجرت کے بعد

ہندوستان کی تقسیم کے بعد قلندر باباؒ اولیاءؒ بھی پاکستان کی محبت میں والد صاحب، بہن بھائیوں مع اہل ع عیال ہجرت کر کے کراچی تشریف لے آئے۔ کراچی میں آپ نے بڑی مشکلات کے ساتھ دن گزارے۔ لی مارکیٹ کے ایک محلہ میں ایک نہایت پرانا سا مکان کرایہ پر لیا ریعہ معاش کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ لارنس روڈ فٹ پاتھ پر روزانہ صبح جا کر بیٹھ جاتے اور بجلی کے فیوز وغیرہ لگاتے تھے اس طرح زندگی بسر ہونے لگی۔

اس کے کچھ عرصے بعد آپ اردو دان اخبار میں سب ایڈیٹر کے عہدے پر فائز ہو گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ مختلف رسائل میں سلسلہ وار کہانیاں لکھنے لگے کچھ رسالوں کی ادارت کے فرائض بھی انجام دیئے۔

پیارے بچوں!

حضور قلندر باباؒ اولیاءؒ دہلی میں اچھا گھر اور معقول روزگار چھوڑ کر آئے تھے آپ نے یہ تکلیف پاکستان کی محبت میں نہایت صبر و شکر کے ساتھ برداشت کیں۔ آپ نے کبھی کسی تکلیف یا پریشانی پر شکوہ نہیں کیا۔

قلندر باباؒ اولیاءؒ کراچی میں قیام کے دوران ۱۹۵٦ء میں سلسلہ سہروردیہ کے بزرگ حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردیؒ سے بیعت ہوئے۔ اس طرح روحانی علوم سیکھنے کا سلسلہ آگے بڑھتا گیا۔

پیارے بچوں!

جس فرد سے بیعت ہوتے ہیں اسے روحانی استاد کہا جاتا ہے۔ روحانی استاد روحانی علوم دیتا ہے۔

سلسلہ عظیمیہ

سائنسی علوم کی بنیاد پر نئی نئی ایجادات سامنے آرہی ہیں۔ جو قومیں تحقیق اور علم سے فائدہ نہیں اٹھاتیں وہ زوال کا شکار ہو جاتی ہیں۔ قلندر باباؒ اولیاءؒ نے ان باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک پروگرام بنایا کہ روحانی تعلیمات کو سائنسی انداز میں پیش کیا جائے اس پروگرام کا نام

سلسلہ عظیمیہ رکھا گیا۔ سلسلہ عظیمیہ کی بنیاد ۱۹۶۰ میں رکھی گئی۔ قلندر باباولیاءؒ سلسلہ عظیمیہ کے امام ہیں۔

نظم وضبط

قلندر باباولیاءؒ نظم وضبط اور ترتیب کو پسند فرماتے تھے اور اپنے کام وقت پر کرنے کے عادی تھے۔ اگر کہیں جانا ہوتا اور مخصوص وقت ہوتا تو آپ ٹائم پر تیار ہو جاتے۔ آپ وقت کا ضیاع بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ نے اپنے استعمال کی چیزوں کی بھی جگہ مقرر کر رکھی تھی۔ جوتے اتارنے کے بعد اس طرح رکھتے کہ جوتے ایک انچ آگے نہ پیچھے ہوتے۔ باہر سے آکر

شیر وانی ہینگر میں لگاتے کبھی کیل پر نہیں لٹکایا۔ دھلے ہوئے کپڑے الماری میں ترتیب سے رکھتے۔بستر پر چادر تکیہ صاف ستھرا استعمال کرتے۔

مطالعہ کا بے حد شوق تھا آپ کے پاس بہت اچھی اچھی کتابیں تھیں۔کوئی نہ کوئی کتاب آپ کے مطالعہ میں ضرور رہتی جو عموماً تکیہ کے نیچے بائیں جانب موجود رہتی،ساتھ میں قلم بھی ہوتا۔

کتابوں کی الماری میں کتابیں ایسی ترتیب سے ہوتیں کہ کہتے فلاں خانے میں دائیں طرف تیسری کتاب یا بائیں جانب پانچویں کتاب میں فلاں مضمون نکالو۔

آپ کے پاس شیفر اور پار کر نامی قلم کے سیٹ ہوا کرتے تھے۔فاونٹین قلم کے رنگ کے قلم کی مناسبت سے اسی رنگ کی روشنائی اس میں ہوتی یعنی سبز رنگ کے قلم میں سبز رنگ کی روشنائی،سیاہ رنگ کے قلم میں سیاہ رنگ کی روشنائی۔

قلندر باباؒاولیاءؒ لباس کے معاملے میں انتہائی نفیس ذوق رکھتے تھے۔ عموماً سفید رنگ کا لباس زیب تن کرتے۔لباس اجلا اور صاف ستھرا استعمال کرتے تھے۔کرتا پاجامہ شیر وانی یہ سب ہی لباس آپ پر بڑے خوب صورت لگتے تھے۔باہر جاتے وقت اکثر جناح ٹوپی استومال کرتے تھے۔چپل یا جوتے ہمیشہ براون پہنتے تھے۔سیاہ رنگ جوتے استعمال نہیں کرتے تھے۔آپ فرماتے تھے: جو آفاقی شعاعیں دماغ میں داخل ہوتی ہیں جسم میں دور کرتے ہوئے پیروں کے راستے زمین میں جزب ہو جاتی ہیں۔اگر سیاہ رنگ کے جوتے پہنے جائیں تو سیاہ رنگ ان شعاعوں کو جزب کر کے زمین تک نہیں جانے دیتا جس سے جسم اور ذہن کو نقصان ہوتا ہے۔

روشنی کا ہالہ

قلندر باباؒ اولیاءؒ حسن اخلاق کا ایسا سراپا تھے کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔آپ کی شخصیت میں رعب تھا نہ کوئی ڈر اور خوف صرف اور صرف محبت اور شفقت کا احساس، دھیما لہجہ،لبوں پر مسکراہٹ،چہرہ پر سنجیدگی،آنکھوں میں فکر کی گہرائی اور سادگی آپکی پہچان تھی۔نمود و نمائش سے دور تھے۔آپ حقیقت پسند تھے۔مزاح خود بھی فرماتے تھے اور دوسروں کی شگفتہ باتوں کو بھی پسند فرماتے۔مزاح ہمیشہ ایسا پسند فرماتے جس سے مضفل میں تہذیب واخلاق بھی رہے اور کسی کی دل آزاری بھی نہ ہو۔آپ تبسم فرماتے یا ہنستے لیکن کبھی قہقہ نہیں لگایا۔

گفتگو ٹھہر ٹھہر کر نرم لہجہ میں کرتے تاکہ مخاطب بات کو اچھی طرح سمجھ سکے۔چیخ کر بلانے کو ناپسند کرتے۔کوئی شخص اونچی آواز میں بات کرتا اسے تاکید فرماتے کہ ؛ارے بھائی آہستہ بولو بلاوجہ کیا بلڈ پریشر ہائی کرنا،اگر کوئی صاحب کہتے کہ بھائی صاحب عادت بن گئی ہے۔

آپ فرماتے؛ کیا عادت بن گئی ہے، بنالی ہے، صحیح کر لو، کیافائدہ اتنی زور سے کیوں بولتے ہو؟ بھئی! آواز کمرے سے باہر نہیں جانی چاہیے۔اس طرح کمرے سے باہر بیٹھے لوگوں کو پریشانی ہوتی ہے۔

پیارے بچوں!

گفتگو میں انسان کی شخصیت کا عکس جھلکتا ہے۔اللہ تعالی کرخت آواز کو پسند نہیں کرتے۔ چیخ کر بولنے سے توانائی زیادہ خرچ ہوتی ہے۔ زہن پر بوجھ پڑتا ہے۔آدمی دماغی مریض بن سکتا ہے۔ جس آدمی سے چیخ کر بات کی جائے وہ سمجھتا ہے مجھ پر رعب ڈالا جارہاہے،اس طرح بندہ اپنے پرایوں سے دور ہو جاتا ہے۔ چیخ کر بولنے اور غصہ کرنے سے چھوٹے بچے سہم جاتے ہیں چہرہ پر خوبصورتی نہیں رہتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہستہ آہستہ اور نرم لہجے میں بات کرنے والے افراد کواللہ کی مخلوق عزیز رکھتی ہے۔ہر آدمی کے چہرہ کے ارد گرد روشنی کا ہالہ ہوتا ہے یہ ہالہ ان لوگوں میں زیادہ نمایاں اور روشن ہوتا ہے جو نرم لہجہ میں بات کرتے ہیں۔

دسترخوان

قلندر باباؒاولیاءؒ مہمان نواز تھے۔ مہمانوں کی آمد پر خوش ہوتے اور ان کی کاطر مدارت کرتے تھے۔ کھانے کا وقت نہ بھی ہوتب بھی مہمانوں سے کھانے کا پوچھتے۔ایک روز میں جتنے مہمان آجائیں فرماتے بھئی !ان کو بھی چائے پلائیں۔

آپ کھانے میں تکلف نہیں کرتے دسترخوان پر جو موجود ہوتا کھا لیتے اور اللہ کا شکر ادا کرتے۔ کھانا شروع کرنے سے پہلے دسترخوان پر موجود بچوں سے فرماتے

بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں اور کھانا شروع کریں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ گھر میں سب بچے قلندر باباولیاءؒ کے ساتھ بیٹھ کر چٹنی کے ساتھ روٹی کھاتے۔ قلندر باباولیاءؒ بچوں سے فرماتے بچو! خوش ہو کر کھاو۔ آج اللہ کے ہاں ہماری خصوصیت یہ ہے کہ ہم چٹنی سے روٹی کھا رہے ہیں اور دوسرے لوگ گوشت کھا رہے ہیں۔

پیارے بچوں!

بچپن، جوانی، بڑھاپا زندگی کو ہر دور میں صحت کی بڑی اہمیت ہے اور صحت مند رہنے کے لیے متوازن خوراک بہت ضروری ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق بچپن سے جوانی تک جسمانی اعضاء تیزی سے بڑھتے ہیں۔ بچپن میں دانت، بال اور دماغ کی نشو نما ہوتی ہے۔ جن بچوں میں آئرن کی کمی ہوتی ہے وہ بڑے بڑے کام نہیں کر سکتے۔ وہ کاہل ہوتے ہیں اور جلدی تھک جاتے ہیں۔

بچوں سے محبت

قلندر باباولیاءؒ بچوں سے محبت کرتے تھے۔ بچے بھی آپ پر اتنا اعتماد کرتے تھے کہ اپنی ہر بات ان سے کہہ دیتے تھے۔ آ بچوں کی ہر بات سنتے تمام عمر کسی بھی بچے سے سختی نہیں کی۔ دوسروں کو بھی شفقت کی ہدایت کرتے اور فرماتے: بچوں کو ماریں نہیں پیار سے سمجھائیں۔ بچوں سے جھوٹ مت بولیں۔ بڑے جھوٹ نہیں بولتے تو چھوٹے بھی جھوٹ نہیں بولتے۔

قلندر باباولیاءؒ مزاجاً خاموشی پسند تھے۔ گھر میں بچے جب مل کر کھیلتے تو شور بھی ہوتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ قلندر باباولیاءؒ کے پاس کوئی بیٹھا ہوتا تو وہ بچوں کو ڈانٹ دیتا کہ شور مت کرو یا باہر جا کر کھیلو۔ قلندر باباولیاءؒ فرماتے: کوئی مسئلہ نہیں۔ آپ بچوں کی وجہ سے پریشان مت ہوں انھیں یہیں کھیلنے دیں۔ جس طرح سے یہ کر رہے ہیں انہیں کرنے دیں۔

اسکول کے بچوں کو کلاس ورک میں GOOD ملنے کی بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ بچوں کو جب GOOD ملتا آپ کو آکر بتاتے وہ بھی اس پر بہت خوش ہوتے۔ شاباش دیتے اور کبھی کبھی بطور انعام پیسے بھی دے دیا کرتے تھے۔

قلندر باباولیاءؒ جب بیرون شہر جاتے تو بچوں کے لیے تحائف اور کھلونے لاتے۔ اگر کوئی بچہ کسی چیز کی فرمائش کرتا تو فرماتے: ہاں صحیح ہے۔ جیسے ہے وقت ہو گا ہو جائے گا۔

عید کے موقع پر آپ بچوں کیلئے نئے کپڑوں، جوتوں، بچیوں کی چوڑیوں اور مہندی کا خصوصی اہتمام کرواتے تھے۔ عید پر جتنے بچے اور بڑے آپ سے ملنے آتے آپ سب کو ایک روپے کا بالکل نیا نوٹ بطور عیدی دیا کرتے تھے۔ عیدی دینے کے بعد سر پر ہاتھ پھیرتے اور پھر فرماتے: اندر کمرے میں اماں جی کے پاس جائیں اور کچھ کھائیں پیئں۔

پیارے بچوں!

ماں باپ اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں۔اللہ تعالی ماں باپ کے دل میں اولاد کی محبت ڈالیے ہیں۔ایک روز قلندر باباؒاولیاءؒ نے ماں باپ کی اولاد سے محبت کے تعلق پر ایک قصہ سنایا۔

ایک بادشاہ تھا اسکی کوئی اولاد نہیں تھی طے یہ ہوا کہ کوئی بچہ پال لیا جائے۔ایک جمعدارنی کا انتخاب ہوا کہ یہ گھر گھر صفائی کرنے جاتی ہے اس سے کہا جائے کہ خوبصورت بچہ لے آئے۔ جمعدارنی نے خوبصورت بچہ کی تلاش شروع کر دی دو مہینے گزر گئے بچہ نہ ملا۔ بادشاہ نے اسکو بلا کر کہا کہ اگر کل بچہ نہیں لائی تو میں تجھے قید کر دوں گا۔

وہ اگلے دن ایک بچہ لائی۔ وہ موٹے موٹے نقوش والا کالا سا بچہ تھا۔ ناک اسکی بہہ رہی تھی آنکھیں اسکی میلی تھی۔ بادشاہ نے بچہ کو دیکھ کر کہا پورے شہر میں تجھے یہ ہی بچہ ملا ہے ؟۔ جمعدارنی نے کہا کہ شہر میں اس سے خوب صورت بچہ مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کس کا بچہ ہے ؟۔ جمعدارنی بولی: سرکار یہ میرا بیٹا ہے۔

جذبات کا احترام

قلندر باباؒ اولیاءؒ ہر فرد کے جذبات اور محبت کا احترام کرتے تھے۔ کبھی کسی کی دل آزاری کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے قلندر باباؒ اولیاءؒ کو سوئیٹر کا تحفہ پیش کیا وہ سوئیٹر آپکی جسامت سے دگنا بڑا تھا۔ میں نے قلندر باباؒ اولیاءؒ کی طرف دیکھا تو انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے خاموش رہنے کا حکم دیا۔ جب وہ صاحب چلے گئے تو قلندر باباؒ اولیاءؒ نے فرمایا:

خواجہ صاحب! ان صاحب کے ذہن میں جو میرا امیج تھا وہ اس امیج کے مطابق سویٹر لے آئے اگر آپ کچھ کہہ دیتے تو ان کا دل ٹوٹ جاتا۔ اب جبکہ انہوں نے مجھے دیکھ لیا ہے تب بھی ان کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ یہ سوئٹر میری جسامت کے لحاظ سے بڑا ہے۔ وہ صاحب اسی امیج کے زیر اثر رہے کبھی ان کے ذہن میں یہ بات آئے گی بھی نہیں۔

دوستوں کی محفل

قلندر باباؒ اولیاءؒ بے حد ہر دل عزیز تھے۔ آپ جس جگہ تشریف لے جاتے لوگ نہایت خندہ پیشانی سے آپکا استقبال کرتے۔ کچھ لوگ اپنے ذاتی مسائل کے لیے آپ سے ملتے

جبکہ بعض لوگوں کے ساتھ علمی سوال و جواب کی نشت ہوتی تھی۔ اُپ بڑی توجہ سے سب کی بات سنتے اور مطمئن کر دیتے تھے۔ آپ کے پاس انجینئر، ڈاکٹر، اساتذہ، طالب علم، صنعت کار، سرکاری افسران سب ہی لوگ حاضر ہوتے تھے۔ آپکی محفل میں سب برابر حیثیت سے بیٹھتے تھے۔ حتیٰ کے آپ بھی اپنی کوئی مخصوص نشست نہیں رکھتے تھے۔ قلندر باباؒ اولیاءؒ سے لوگ سوال کرتے اور آپ ان کے جوابات دیتے تھے۔ ہر علم کے بارے میں سوال کرنے کی عام اجزت ے تھی لیکن روحانی، تحقیقی اور سائنسی علوم کے بارے میں سوال کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ مجلس کے شرکاء آپ کا بہت ادب و احترام کرتے تھے۔

مصنف اور شاعر

قلندر باباؒ اولیاءؒ نے روحانی علوم کو عوام الناس تک پہنچانے کے لیے تین کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جس میں انہوں نے اللہ کی قربت کا طریقہ اور انسان کی زندگی کا اصل مقصد تحریر کیا ہے اور آپ نے اپنی کتابوں میں زمین و آسمان کی حقیقت بیان کی ہے۔ چاند اور سورج کس طرح کام کرتے ہیں اسکے ارمولے اور نقشے بنا کر دیے ہیں۔

آپ کی تصنیف کے نام یہ ہیں:

۱۔ رباعیات ۲۔ لوح و قلم ۳۔ تذکرہ تاج الدین باباؒ

قلندر باباؔاولیاءؒ شاعری کا اعلٰی ذوق رکھتے تھے۔آپ کی محفل میں شعر وادب پر بھی گفتگو ہوتی تھی۔ اردو، فارسی کے مشہور شعراء کا کلام آپکو یاد تھا مشہور شعراء قلندر باباؔاولیاءؒ کو بہت عمدہ اور بلند پایا شاعر تسلیم کرتے تھے۔

آپکی شاعری کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ سے محبت کا احساس دلاتی ہے اور دنیا میں بہترین زندگی گزارنے کے فارمولے بیان کرتی ہے۔آپ شاعری میں عظیم اور برخیا تخلص کیا کرتے تھے۔

حضور قلندر باباؔاولیاءؒ فرماتے ہیں:

گم ہو گیا بس اس کے سوا کیا معلوم
کس سمت سے وہ نکل گیا کیا معلوم
ممکن نہیں اس تک ہو رسائی اپنی
جو وقت گیا کہاں گیا کیا معلوم

پیارے بچوں!

بزرگوں کا کہنا ہے کہ وقت کی قدر کرو، گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔

انسان کی زندگی میں وقت کی بڑی اہمیت ہے آپ غور کریں ہم پوری زندگی وقت میں ہی گزارتے ہیں۔ بچپن سی لے کر لڑکپن، لڑکپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپے اور پھر مرنے تک جو وقت ہم کار آمد گزارتے ہیں وہ ہماری زندگی کا حاصل ہے اور جو وقت ہم ضائع کر دیں گے اس کے نتیجے میں ہمیں کچھ بھی نہیں ملے گا۔

وقت ہر انسان کی زندگی کا اصل سرمایا ہے۔ہر انسان چاہے غریب ہو یاامیر۔ چھوٹا ہو یا بڑااسے روزانہ وقت کے سرمائے کی بھری ہوئی تھیلی سونپ دی جاتی ہے۔اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے کی تھیلی سے فائدہ اٹھاتا ہے یااسے ضائع کر دیتا ہے۔اگر انسان وقت کی اہمیت کو سمجھ لے تواس پر علم کے دروازے کھل جاتے ہیں اور وہ کامیاب زندگی گزارتا ہے۔

روحانی سائنسدان

ایک دن کا ذکر ہے کہ بارش کی آمد آمد تھی۔آسمان ابر آلود تھا گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ بجلی کی کڑک چمک ظاہر ہوئی توآسمان روشن ہوگیابہت خوبصورت منظر تھا۔قلندر باباّاولیاءؒ کمرے میں تشریف فرماتھے۔

دوران گفتگوسچے موتیوں کاذکر آیا۔میں نے عرض کیا:

باباصاحب! بارش کاایک قطرہ جب سیپ کے پیٹ میں نشونماپاتاہے تو موتی بن جاتا ہے۔یہ عرض کرنے کے بعد میں کمرے سے باہر آگیااورایک پیالے میں بارش کاپانی جمع کرکے لے آیا۔ قلندر باباّاولیاءؒ نے بارش کا پانی ڈراپر میں اٹھایااوراس کے اوپر اپنی نگاہ مرکوز کردی۔ اب وہ ڈراپر میں جتنے موتی تھے وہ سچے موتی تھے۔

پیارے بچو!

قلندر باباّاولیاءؒفرماتے ہیں:

اللہ نے اس کائنات میں جتنی اشیاء پیدا کی ہیں وہ سب رنگین روشنیوں کا مجموعہ ہیں۔ مثلاًدرخت،پہاڑ،پانی،چرند،پرند،چاند،سورج،انسان یہ ساری مخلوقات رنگین روشنیوں کہاجاتا ہے۔ Matter سے مل کرپیداہوئیں ہیں اورانہیں

اللہ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

ہم نے ہرشے معین مقداروں سے تخلیق کی ہے۔

قلندر بابا اولیاءؒ جانتے تھے کہ سچے موتی میں کون کون سے رنگ کی روشنیاں اور کتنی مقدار میں ہوتی ہیں۔ آپ نے اللہ کے حکم سے بارش کے قطروں میں روشنیوں کی مقدار تبدیل کر کے سچے موتی بنا دیے۔

ارشادات

پیارے بچوں!

قلندر بابا اولیاءؒ کی تعلیمات اور ارشادات ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ آپ کے منتخب ارشادات درج ذیل ہیں۔

۱۔ باادب بانصیب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بے ادب بے نصیب۔

۲۔ بچے اللہ کے باغ کے پھول ہیں۔

۳۔ زمین پر کوئی ایک چیز بھی بے رنگ نہیں ہے۔

۴۔ اللہ ایک ایسی اعلی و ارفع ہستی ہیں کہ اگر اللہ کے ساتھ بندہ روزانہ ایک لاکھ کواہشات وابستہ کرے تو اللہ کے لیے بالکل آسان بات ہے کہ روزانہ مخلوق کی ایک لاکھ خواہشات پوری کردے۔

۵۔ بچہ ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔استاد تراش خراش کے اسے ہیرا بنا دیتا ہے۔

۶۔ علم حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ شاگرد کے اندر استاد کی اطاعت، فرمانبرداری اور ادب و احترام کا جذبہ کار فرما ہو، جب تک شاگرد استاد کی ہر بات پر عمل نہیں کرے گا وہ علم نہیں سیکھ سکتا۔

۷۔ تم اگر کسی کی دل آزاری کا سبب بن جاو تو اس سی معافی مانگ لو چاہے وہ تم سے چھوٹا ہو یا بڑا اسلئے کہ جھکنے میں عظمت ہے۔ تمہیں کسی سے تکلیف پہنچے تو اسے بلا توقف معاف کر دو۔

۸۔ ہر مسلمان کو چاہیے کے وہ سلام مین پہل کرے۔ السلام و علیکم کا مطلب ہے آپ پر سلامتی ہو۔ سلام میں پہل کرنے والا شخص بلا تخصیص ذات و مرتب دوسروں کے لیے نیک جذبات رکھتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کا حکم ہے کہ جب تم اپنے ساتھیوں سے ملاقات کرو تو انہیں سلام کرو، ان کی خیریت دریافت کرو۔ اللہ فرماتے ہیں: اور جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہین تو آپ ان کو میرا اسلام پہنچا دیجئے اور کہہ دیجئے کہ تمہارے رب نے تم پر مہربانی کرنا اپنے ذمے لے لیا ہے۔(۲:۵۴)

بچوں کو خود سلام کیجئے بچے بھی چھوٹے بڑے سب کو سلام کریں۔۔ حضرت محمد ﷺ کاارشاد ہے: وہ آدمی اللہ کے زیادہ قریب ہے جو سلام کرتا ہے۔

)جامع ترمزی جلددوم۔حدیث ۵۹۰(

۹۔قرآن پاک کے معنی اور میفوم پر غور کرنے سے بندے کے اندر روحانی صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں دماغ کے اندر کروڑوں خلیے کھل جاتے ہیں اور انسان باطنی دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔جب کوئی بندہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے تو دراصل وہ بندہ اللہ سے ہمکلام ہو جاتا ہے۔